رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دین کی نصرت کے لئے اک آسمانی شور ہے | عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

چندہ پیشگی سالانہ سات روپیہ

الفضل

فہرست مضامین

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

جلد | ۲۷ - مئی سنہ ۱۹۱۹ء | شنبہ | ۲۶ - شعبان سنہ ۱۳۳۷ ہجری | نمبر ۹۰

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بخیر و عافیت ہیں۔

حضرت نواب صاحب معہ خاندان ۲۴ - ماہ حال کو موٹروں کے ذریعہ مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے ہیں۔

رمضان المبارک میں سارے قرآن کا درس دینے کا اعلان اسی اخبار میں صیغہ تعلیم و تربیت کی طرف سے ہوا ہے۔ جو اصحاب شامل ہونا چاہیں۔ وہ فوراً تشریف لے آئیں۔

۲۶ - مئی کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے ایک خط کے متعلق جس میں ایرانی اصحاب کے احمدی ہونیکا اتفاقیہ پتہ لگنے کا ذکر تھا۔ مختصر سی تقریر فرمائی جو انشاء اللہ آئندہ درج کیجائیگی

خوشخبری

جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب کی آمد

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ آج ہم احباب کرام کو یہ دل خوش کن اور مسرت انگیز بشارت سنانے کے قابل ہوئے ہیں۔ کہ جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب خلف اکبر جناب ڈاکٹر سید عبد الستار شاہ صاحب رعیہ۔ جو سنہ ۱۹۱۳ء میں بغرض حصول تعلیم عربی ملک شام میں گئے تھے۔ ۲۶ - مئی سنہ ۱۹ء کو بخیر و عافیت دارالامان میں پہنچ گئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے معہ جماعت کے خدام قصبہ سے قریباً ڈیڑھ میل باہر شاہ صاحب موصوف کا استقبال کیا۔ اس مبارک موقعہ پر ہم جناب سید عبد الستار شاہ صاحب اور آپ کے خاندان کو مبارکباد کہتے ہیں۔

چونکہ کچھ عرصہ سے بوجہ جنگ شاہ صاحب کے متعلق باوجود سعی اور کوشش کے کوئی خبر نہ معلوم ہو سکتی تھی۔ اس لئے بہت تشویش تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ کہ انھیں بخیریت خود یہاں پہنچا دیا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

اس خوشی میں مدرسہ احمدیہ اور ہائی سکول میں ایک دن کی چھٹی کی گئی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان ۲۷ مئی ۱۹۱۹ء

ولایت میں تبلیغ اسلام

احمدیہ مشن اور ووکنگ مشن کی کوششوں کے نتائج

خواجہ کمال الدین صاحب ولایت میں گئے۔ اور اس غرض سے گئے کہ وہاں تبلیغ اسلام کریں گے۔ اور اس اسلام کی تبلیغ کریں گے جو ان کو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ حاصل ہوا۔ انہوں نے احمدیوں میں تو یہی ظاہر کیا تھا مگر دوسرے لوگوں میں خدا جانے کیا ظاہر کیا۔ اور وہ خواجہ صاحب کی باتوں سے کیا سمجھے۔ بہرحال خواجہ صاحب وہاں پہنچ گئے اور کام شروع کر دیا۔ احمدی آمادہ تھے۔ تیار تھے کہ خواجہ صاحب کا جو اشارہ ہو اس کی تعمیل کریں۔ مگر ان کو وہاں پہنچ کر احمدیت ایک تنگ دائرہ اور احمدی جماعت ایک حقیر گروہ نظر آیا اس لئے انہوں نے تبلیغ احمدیت اور حضرت مسیح موعود کے ذکر کو ولایت میں اشاعت اسلام کے رستہ میں روک اور سم قاتل ٹھہرایا۔ اور اس [illegible] خدا سے علیحدہ ہو کر عیسائی دنیا کو مسلمان بنانے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ جس نے بقول ان کے خود انہیں عیسائی ہوتے ہوتے بچایا اور عیسائیت کے گڑھے سے نکالا تھا۔ یہ غلط اور نادرست طریق تبلیغ اختیار کرتے ہوئے صرف نہیں خیال بلکہ یقین تھا۔ کہ وہ بیشمار لوگوں کو اپنے حلقہ بگوش اسلام کے اندر کھینچ لائیں گے۔ لیکن اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا کہ انہیں اپنے مقصد میں باوجود طرح طرح کی چالاکیوں اور ہوشیاریوں کے سخت ناکامی ہوئی اور ہمارے دوستوں کی طرح ثابت ہو گیا کہ یہ محض خواجہ صاحب کے دل اور دماغ کی کمزوری تھی کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کے ذکر کو ولایت میں تبلیغ اسلام کے رستہ میں سم قاتل ٹھہرایا۔ کیونکہ اگر واقعی ایسا ہوتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ ہمارا مشن جس کی غرض اور غایت ہی یہ تھی کہ اہل یورپ کے سامنے وہ اسلام پیش کیا جائے جو حضرت مسیح موعود نے آکر سکھایا اور آپ نے اسلام کو دنیا پر ظاہر کیا ہے۔ اس کے قدم وہاں ہرگز نہ جم سکتے اور ہمارے مبلغوں کو بے نیل مرام واپس آنا پڑتا اور ان کو وہاں کے لوگ ہرگز ہرگز اس قابل نہ سمجھتے کہ ان سے مخاطب ہوں یا ان کی بات سنیں بلکہ ان سے اسی طرح پرہیز کرتے جس طرح "سم قاتل" سے کیا جاتا ہے۔

مگر کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ہمارے مبلغین کو جو باوجود اسلام کی [illegible] جس کا جزو اعظم احمدیت ہے۔ اور جس کو خواجہ صاحب نے سم قاتل ٹھہرایا ہے کے پیش کرنے کے اپنے کام میں ناکامی ہوئی ہے۔ یا خواجہ صاحب کو اس کے ترک کرنے میں وہ کامیابی نصیب ہوئی جس کی خاطر انہوں نے احمدیت کے ذکر کو ترک کرنا مناسب سمجھا تھا۔ ہرگز نہیں۔ اس کے متعلق ہم ذرا تفصیل سے بتانا چاہتے ہیں۔

خواجہ صاحب کے دوبارہ اور جناب مفتی محمد صادق صاحب کے اول بار لندن تشریف لیجانے میں تھوڑے ہی وقت کا فرق تھا۔ ان میں سے اول الذکر تو وہ صاحب تھے جو پہلے کچھ عرصہ ولایت میں رہ آنے کی وجہ سے وہاں کے حالات سے زیادہ واقف تھے۔ اور جن کا خیال تھا کہ ولایت میں احمدیت کا نام تک لینا سخت نقصان رساں اور اشاعت اسلام میں بڑی بھاری روک ہے۔ لیکن دوسرے وہ بزرگ تھے جو پہلی دفعہ [illegible] کی وجہ سے وہاں کے حالات سے بالکل ناواقف تھے۔ اور جنہیں امام الزمان کی طرف سے جسے وہ [illegible] واجب الاطاعت امام مانتے ہیں یہ ہدایت کی گئی تھی کہ "تم [illegible] احمدیت [illegible] پہنچا دو۔ یہی تمہارا کام ہے۔ [illegible]" اس پر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی [illegible] نے جناب مفتی صاحب کو مخاطب کر کے ایک جلسہ دعوت میں فرمایا تھی گویا ان کا فرض ہی یہ تھا کہ یورپ میں احمدیت کو پیش کریں۔ جو خواجہ صاحب کے نزدیک اشاعت اسلام کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتی تھی۔

ان متفاوت حالات اور متخالف اغراض کو مدنظر رکھ کر جب ہم خواجہ صاحب اور اپنے مبلغین کی کوششوں کے نتائج کا مقابلہ کرتے ہیں تو ہمارے دل خدا تعالیٰ کی حمد اور شکر سے بھر جاتے ہیں کہ اس نے ہمیں اپنے فضل سے وہ کامیابی عطا فرمائی۔ جو دوسرے فریق کو باوجود ہر قسم کے ظاہری سامان بہت زیادہ رکھنے کے ہرگز نصیب نہیں ہوئی۔ چنانچہ اس دو سال کے عرصہ میں خواجہ صاحب نے جن لوگوں کے مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے ان کی تعداد بیس سے زیادہ نہیں ہے گویا خواجہ صاحب ایسے بھی مسلمان بناتے ہیں۔ خواہ وہ اسلام کی حقیقت کو اپنے اندر پیدا کر کے [illegible]۔ خواہ وہ شراب کے پینے کے قائل ہی کیوں نہ ہوں۔ خواہ اسلام میں داخل ہوتے ہی بجائے اسلام سیکھنے کے اسلامی عقاید کی اصلاح کرنے ہی کیوں نہ بیٹھ جائیں۔ خواہ

ان کی اخلاقی حالت اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کرنے کے بعد کیسی ہی ردی کیوں نہ ہو۔ خواہ شراب کے نشہ میں کسی بیحیائی کے مرتکب ہوں یا کسی اخلاقی جرم کے مرتکب کیوں نہ ہوئے ہوں۔ غرض جیسے کچھ عقائد رکھنے والے مسلمان ہونے کا اعلان اس دو سال کے عرصہ میں خواجہ صاحب نے کئے انکی تعداد بیس سے متجاوز نہیں ہے۔ در آنحالیکہ خواجہ صاحب "اللہ سوا کر چھوڑ" رہے ہیں۔ اور مسلمان ہونے والوں سے اسلامی احکام کی زیادہ پابندی بھی نہیں کراتے۔ ان کے مقابلہ میں دوسری طرف جناب مفتی محمد صادق صاحب اور آپ کے رفیق کار جناب قاضی محمد عبداللہ صاحب ہیں۔ جنہوں نے نہ کبھی کسی غیر احمدی کے آگے دست سوال دراز کیا۔ نہ کسی ریاست کے وظیفہ خوار بنے بلکہ اپنی غریب مسکین احمدیوں کی جیبوں سے ان کا تمام خرچ نکلتا ہے۔ جن کو خواجہ صاحب نے حقیر سمجھ کر ریاستوں اور غیر احمدیوں کی طرف مستمدانہ نظروں سے دیکھا۔ اور اپنے ہاتھ رنگے۔ ہمارے ان مبلغین کے ذریعہ خدا کے فضل و کرم سے اسی دو سال کے عرصہ میں ستر کے قریب مسلمان ہوئے۔ جو سب کے سب احمدی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کا سچا رسول ماننے والے ہیں۔

یہ اتنی بڑی کامیابی ہے۔ کہ جو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی۔ اور اس کی اہمیت اس وقت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جب ہم اپنے مبلغین اور ووکنگ مشن کے کارندوں کے طریق کار کا مقابلہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے۔ دونوں کے طرز تبلیغ میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ووکنگ مشن تو اللہ سوا کر چھوڑ رہا ہے۔ اور اس بات کی کوشش نہیں کرتا۔ کہ اس کے کئے ہوئے مسلمان شریعت کے احکام کی پابندی کریں۔ پھر طرفہ یہ کہ ان میں سے بعض کا کوئی پتہ اور نشان بھی نہیں بتایا جاتا۔ لیکن ہمارے مبلغین کا فرض ہے۔ کہ اللہ سوا کر اس کے ساتھ ہی رسالت کا بھی اقرار کرائیں۔ اور جب تک یہ اقرار صرف زبانی ہو۔ عملی طور پر اسلام کے احکام پر چلنے کی سعی نہ کی جائے۔ اس وقت تک مسلمان نہ سمجھیں۔ چنانچہ ایسے لوگوں کو جو ایک حد تک اسلام کے زیادہ قریب آجاتے ہیں مصدق کہا جاتا ہے۔ مگر ووکنگ مشن محض اللہ اور رسول کو زبانی ماننے کا نام اسلام رکھتا ہے۔ اور جو زبانی طور پر یہ کہدیتا ہے۔ کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ ایک رسول تھا۔ تو ووکنگ کے کاغذی گھوڑے دوڑ جاتے۔ اور اعلان ہو جاتا ہے۔ کہ ایک لیڈی یا جنٹلمین مسلمان ہو گیا۔ اس قسم کے لوگوں کو ملا کر بھی ان کے نومسلموں کی دو سالہ تعداد پندرہ بیس سے زیادہ نہیں بنتی۔ مگر جناب مفتی صاحب اور جناب قاضی صاحب کے ذریعہ جو ان سے چار گنا زیادہ مسلمان ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک فرد بھی ایسا نہیں ہے۔ جس سے صرف زبانی اقرار کرا کر چھوڑ دیا گیا ہو۔ بلکہ وہ سب کے سب ایسے ہی لوگ ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت صادقہ و مصدوقہ کو بدل و جان قبول کرتے اور موجودہ زمانہ کے نبی حضرت احمدؑ کی نبوت و رسالت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور یہ مسرت کی بات ہے۔ کہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں۔ جن کو خواجہ صاحب نے اپنے ڈھب کا مسلمان بنا کے چھوڑ دیا تھا مگر انہوں نے اس "سم قاتل" (احمدیت) کو کھایا۔ جس کو خواجہ صاحب نے ہلاک خیال کر کے ترک کر دیا تھا۔ اور ایک ایسی نئی زندگی حاصل کی جو کبھی خواجہ صاحب کو کبھی حاصل تھی۔

کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ خواجہ صاحب کا یہ خیال کہ احمدیت کا ذکر ولایت میں سم قاتل ہے ایک جھوٹا اور لغو خیال تھا۔ کیونکہ اگر یہ خیال سچا ہوتا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ ہمارے مبلغوں کو وہاں کامیابی حاصل نہ ہوتی ہاں ایک طرح خواجہ صاحب کا یہ خیال درست بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگر خواجہ صاحب وہاں خدا کے اس مسیح کا ذکر کرتے جس کا ذکر خدا محبت سے عرش پر کر رہا ہے۔ اور جس کی قبولیت کو دنیا میں پھیلانا چاہتا ہے تو پھر ان کی آسودگی کے لئے "سم قاتل" تھا جو غیر احمدیوں سے حاصل کر رہے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے۔ خواجہ صاحب کو اس عرصہ میں باوجود بہت سا روپیہ حاصل ہو جانے کے اپنا کام اچھی طرح نہ چلنے کی وجہ سے سخت صدمہ ہوا ہے۔ اور خاص کر یہ دیکھ کر انہیں بہت تکلیف ہوئی ہے۔ کہ جس چیز کو وہ ولایت والوں کے لئے سم قاتل بتاتے تھے۔ وہی ان کے لئے تریاق ثابت ہو رہی ہے۔ اور احمدیت کی اشاعت کرنے والے نہایت کامیابی کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ جس سے ان کی جھوٹی شہرت مٹ رہی اور قدر و قیمت گھٹ رہی ہے۔ جس کا ثبوت اسی سے مل سکتا ہے۔ کہ اس مدت میں بمقابلہ ہمارے مبلغین کے ان کے بہت کم لیکچر ہوئے ہیں۔ شاید اسی قسم کے حالات نے ان کی صحت پر اثر ڈالا۔ اور وہ کام کرنے کے ناقابل ہو جانے کی وجہ سے واپس آگئے ہیں۔ ہمیں ان کی صحت کے خراب ہو جانے کے باعث ان سے ہمدردی ہے۔ لیکن ہم یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتے کہ جس قسم کے حالات ان کی صحت پر اثر ڈالنے کا موجب ہوئے ہیں کیا وہ اب بھی انسے عبرت حاصل نہیں کریں گے۔ اور اپنی صریح ناکامی اور احمدیت کی اشاعت کرنے والوں کی کامیابی کو دیکھ کر بھی اسی خیال پر قائم رہینگے۔ کہ یورپ میں احمدیت کا ذکر کرنا سم قاتل ہے؟

خواجہ صاحب کو قیام انگلستان کے زمانہ میں جناب مفتی محمد صادق صاحب نے کئی بار آپس کے اختلافی مسائل کے متعلق گفتگو کرنے کی دعوت دی۔ حتیٰ کہ مباہلہ کا چیلنج بھی دیا۔ لیکن انہیں سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اب معلوم نہیں وہ اپنے لئے کونسا میدان عمل تجویز کرتے ہیں۔ اپنی پرانی روش کے مطابق سیاسیات میں حصہ لینا مناسب سمجھتے ہیں یا نہیں۔ لیکن اگر انہوں نے اختلافی مسائل کو چھیڑا تو انہیں خوب اچھی طرح معلوم ہو جائیگا۔ کہ وہ زمانہ لد گیا جب کہ لوگ ان کے دھوکہ میں آسکتے تھے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

خطبہ جمعہ

مسیح موعود کی صداقت کے نشانات کا ظہور

(از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ)

فرمودہ ۱۶ مئی سنہ ۱۹۱۹ء

حضور نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔ کہ:

جب تک لوگ نہ بدلیں خدا اچھا سلوک نہیں بدلتا

خدا تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ کبھی اپنے فضلوں کو واپس نہیں لیتا۔ جب تک کہ خود لوگ اس کا مقابلہ کر کے اس کے غضب کا اپنے آپ کو مستحق نہ ٹھرالیں۔ پہلے لوگ اپنے نفوس میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ ان کی نعمتوں کو زائل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔

اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنی نعمت کو نہیں بدلتا جب تک کہ لوگ اپنے نفوس کے اندر سے جو اخلاص کی روح اطاعت کا مادہ۔ جوش و وابستگی کا ولولہ ہوتا ہے۔ اس کو نہیں بدلتے۔ ہاں جب وہ نفسانی خواہشات کے پیچھے پڑ کر اپنی حالت کو بدل دیتے ہیں۔ اور خدا کا مقابلہ کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ بھی ان کی حالت کو بدل دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بیوفا نہیں۔ بلکہ وفا کا خالق ہے۔ اس سے سمجھ لو۔ جو وفا کا خالق ہوگا۔ اس میں کتنی وفا ہوگی۔ پس وہ قطع تعلق نہیں کرتا جب تک خود لوگ اس سے محبت نہیں چھوڑ دیتے۔ وہ فضل کرتا ہے۔ جب تک کہ لوگ اس کے فضل کو رد نہ کریں۔ وہ دینے سے سیر نہیں ہوتا ہاں لوگ لینے سے سیر ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں سے سیری ناممکن ہے۔ کیونکہ اللہ کی طرف سے جو کچھ آتا ہے۔ اس کا انسان ہر وقت محتاج ہے۔ پس جب انسان خدا کے فضل سے ملال ظاہر کرتا ہے۔ اور خدا کے احسان سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اور خدا کے انعامات سے جدائی میں آرام دیکھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ بھی علیحدگی اختیار کر لیتا ہے۔ اسی کی طرف سورۃ فاتحہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔

انعام کے بعد غضب کیونکر نازل ہوتا ہے

فرمایا:۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ کہ خدایا انعام کر۔ مگر یہ نہ ہو کہ ہم تیرے انعام سے ملول اور سیر ہو جائیں۔ تیرا افضل ہو۔ مگر ایسے رنگ میں کہ دماغ میں کبر و غرور نہ بھر جائے احسان ہوں مگر ہم ان سے سیر نہ ہوں۔ مگر ہمیں یہ عادت نہ ہو کہ ہم ان انعاموں کو حقیر سمجھ کر اور طرف توجہ کریں۔

انسانوں میں فرداً فرداً بھی لوگ ہوتے ہیں۔ جو ایک وقت خدا کے فضل کے مستحق ہو کر دوسرے وقت میں اس کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ مگر اقوام کا حال اس بارے میں بالکل نمایاں ہے۔ جو قوم آج گری ہوئی ہے۔ وہ کل ہو شیار ہے۔ اور کل جو معزز تھی وہ آج ذلیل ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انسانوں میں بہت تھوڑے نکلیں گے۔ کہ جنہوں نے خدا سے تعلق پیدا کیا۔ اور آخر تک اس کو نباہا۔ ان کا قدم صدق کی مضبوط چٹان پر قائم رہا۔ بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اکثر لوگوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ انپر کوئی گھڑی نہیں آتی کہ وہ ترقی کی کسی منزل پر ٹھہر گئے ہوں۔ بلکہ وہ دمبدم ترقی میں ہوتے ہیں۔ لیکن قوموں میں سے کوئی قوم ایسی نہیں ملیگی جو ہمیشہ تعلق کو نبھا سکی ہو۔ بلکہ قومیں جو ایک وقت میں بڑے عروج پر تھیں۔ دوسرے وقت میں مٹ جاتی رہی ہیں۔ یہ نہیں ہوا کہ اقوام کی حالت بحیثیت قوم خدا کی محبت و تعلق کے لحاظ سے اچھی تھی اور وہ مٹ گئی۔ بلکہ قومیں ایسی ہی ہوئی ہیں۔ کہ ایک وقت میں ان کی حالت اچھی تھی۔ مگر دوسرے وقت میں وہ بالکل گر گئیں یہی وجہ ہے۔ کہ سورۃ فاتحہ میں تمام جمع کے صیغے رکھے ہیں اِھْدِنِیْ نہیں فرمایا اِھْدِنَا فرمایا ہے۔ کیونکہ اقوام ہی ہیں۔ جو گر جاتی ہیں۔ اور افراد کم ہوتے ہیں جو انعمت علیھم میں داخل ہو کر مغضوب علیھم یا ضالین میں شامل ہوتے ہیں۔

نبیوں کی مثال کو جانے دو کہ وہ خاص لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ بھی ایسے افراد بکثرت مل سکتے ہیں۔ جنہوں نے صداقت کو دم آخر تک نہیں چھوڑا۔ اور محبت و وفا پر قائم رہے۔ ابوبکر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نے جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی اور اقرار کیا۔ تو اس کے بعد پھر وہ ایک لمحہ کے لئے بھی پیچھے نہیں ہٹا۔ بلکہ اس کا قدم ہر لحظہ آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا۔ اسی طرح عمر (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) نے اسلام لانے کے بعد اپنے اخلاص میں کمی نہیں کی۔ عثمان و علی۔ طلحہ و زبیر (رضے اللہ تعالیٰ عنہم) نے کمزوری نہیں دکھائی۔ بلکہ ہر روز جو ان پر آتا تھا اس میں وہ پہلے سے زیادہ اخلاص اور جوش پاتے تھے۔ ان کے علاوہ اور ہزاروں انسان ملینگے جو خدا کی راہ میں قائم رہے۔ مگر غور کرو کہ وہی عرب جو ایک وقت میں منعم ہوئے تھے۔ وہی آج پہلی وحشیانہ حالت کی طرف لوٹ گئے ہیں۔ وہ ایسے جاہل ہو گئے ہیں کہ جس کی انتہا نہیں۔ حضرت خلیفۃ اول رضے اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے تھے کہ مکہ میں ایک عرب نے زندہ بکری کی کھیری کاٹ کر نکالی۔ جب اس کو کہا گیا کہ یہ تو حرام ہے۔ کہنے لگا کہ واہ! زندہ جانور کا گوشت کہاں حرام ہے؟ پھر اسی مکہ میں جہاں سے اسلام کا چشمہ پھوٹا۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو کلمہ تک نہیں جانتے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ مدینہ جو ایک وقت صداقت کا منبع تھا۔ اب وہاں سے ہر سال جھوٹ شائع ہوتا ہے وہاں سے ایک اشتہار شائع ہوا کرتا ہے۔ جس میں لکھا ہوتا ہے کہ ایک مجاور کو جس کا نام درج ہوتا ہے۔ رسول کریم ملے۔ اور کہا کہ اس سال جس قدر لوگ مرے ہیں۔ ان میں اتنے دوزخی ہیں اور اتنے جنتی۔

عام لوگ تو اس کو سمجھتے بھی نہیں وہ ایک تعویذ سمجھ کر لے آتے ہیں اور جو پڑھے لکھے ہوتے ہیں ان میں بھی بیشتر ایسے ہی ہوتے ہیں جو اسکی حقیقت کو نہیں معلوم کرسکتے۔ سینکڑوں سال گزر گئے ایک ہی مضمون ہوتا ہے جو شائع کیا جاتا ہے۔ تو وہ مدینہ جو صداقت کا منبع تھا آج کذب کا منبع ہے۔ اور کذب بھی ایسا کہ اس میں خدا پر جھوٹ بولا جاتا ہے۔ اور اس کی پرواہ نہیں کی جاتی۔

رسول کریمؐ کی پیشگوئی امت کے آخری دنوں کے متعلق

تو زمانہ کے تغیرات سے اقوام انعمت علیہم میں داخل ہو کر مغضوب علیہم اور ضالین میں شامل ہو جاتی ہیں۔ رسول کریمؐ جنکو خدا کی طرف سے سب سے زیادہ علم دیا گیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ایک وقت میری امت کی وہ حالت ہوگی جو یہود کی ہوئی۔ فرمایا ان کی ہر ایک حرکت و سکون اور ہر قول و فعل یہود کی مانند ہوگا۔ اور فرمایا کہ اس وقت میری امت کے علماء بدترین خلائق ہونگے۔ اور ایسے لوگ دین کی اشاعت کا دم بھرینگے جو دین سے بالکل ناواقف ہونگے۔ اور ایسے امیر ہونگے جو دین کی حقیقت سے بے بہرہ ہونگے۔ یہ زمانہ پہلوں کے لئے سمجھنا مشکل تھا۔ چنانچہ صحابہؓ نے حیرت سے پوچھا تھا۔ کہ کیا رسول اللہ ایسا ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہوگا۔ لیکن آج اس کا سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں رہا۔ کیونکہ اب وہی زمانہ آگیا ہے جہاں پہلے مسلمان ہونا صداقت کا نشان سمجھا جاتا تھا آج مسلمان کے معنے جھوٹے اور مکار سمجھے جاتے ہیں۔ مسلمان پہلے وفادار کے معنوں میں بولا جاتا تھا لیکن آج فریبی اور بیوفا کے معنوں میں سمجھا جاتا ہے اور خود مسلمانوں میں ایسے لوگ ہیں جو ہندوؤں کو اپنے نوکر رکھتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں یہ مسلمان دیانتدار [illegible] آج ایک مسلمان کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ سیدھا سادہ مسلمان تھا ہمیشہ مقروض رہا۔ گویا جس نے کچھ لیا پھر اسے دینے کا نام نہ لیا۔ پس یہ انعمت علیہم میں داخل ہو کر مغضوب علیہم میں شامل ہو گئے۔

مسیح موعودؑ کے مخالفین

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد یہ خیال نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ مسلمان کسی نبی اور مامور کی مخالفت کی جرأت کریں گے۔ مگر مسلمانوں نے بتا دیا کہ ان کے متعلق یہ خیال درست نہیں تھا۔ کیونکہ خدا کی طرف سے ایک نبی آیا کہ ان کو انعمت علیہم میں داخل کرے۔ مگر انہوں نے اس کا مقابلہ کیا اور ایسا مقابلہ کیا۔ کہ جتنی شرارتیں کہ متفرق طور پر سب نبیوں کے مقابلہ میں کی گئیں وہ سب کی سب آپ کے مقابلہ میں اور آپ کو دکھ دینے کیلئے کی گئیں۔ جو شرارتیں حضرت موسیٰ کے مخالفوں نے موسیٰ کے مقابلہ میں کیں وہ حضرت مسیح موعودؑ کے مقابلہ میں کی گئیں۔ جو کچھ عیسیٰؑ کے مقابلہ میں کیا گیا وہ آپ کے مقابلہ میں کیا گیا۔ جو ابراہیمؑ کے مقابلہ میں کیا گیا وہ یہاں بھی کیا گیا۔ اگر پہلوں نے انبیاء کو قتل کرنا چاہا تو یہاں بھی قتل کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ اگر پہلے انبیاء کو ذلیل کرنا چاہا گیا۔ تو آپ کو بھی ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی۔ غرض وہ تمام حرکتیں آپ کے مقابلہ میں کی گئیں۔ جو پہلے نبیوں کے مقابلہ میں کی گئی تھیں۔ جن سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ بروز ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اور آنحضرت وارث ہیں تمام انبیاء کی صداقت کے۔ لیکن جہاں یہ ثابت ہوا کہ حضرت مسیح موعودؑ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز ہیں وہاں یہ بھی پتہ لگ گیا۔ کہ آپکے مخالف بروز ہیں پہلے تمام انبیاء کے مخالفین کے۔ اور چونکہ انہوں نے تمام وہ شرارتیں کیں جو پہلے انبیاء کے مقابلہ میں کی گئیں۔ اسلئے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر ایک رنگ کے عذابوں کا نمونہ دکھایا۔ نوحؑ کے وقت کا عذاب انہیں دکھایا۔ ابراہیمؑ کے مخالفوں کو جو عذاب دیئے گئے تھے۔ وہ یہاں آئے۔ اسمٰعیلؑ و اسحاقؑ و یوسفؑ کے مخالفوں کے عذاب اور موسیٰ کے یہاں دکھائے گئے۔ غرض جتنی قومیں گزری ہیں انکو جو عذاب دئے گئے تھے۔ وہ سب عذاب اس زمانہ میں بھیجے گئے تا لوگوں کی آنکھیں کھلیں۔ زلزلوں اور آندھیوں نے ملکوں کو تہ و بالا کر ڈالا۔ آسمان سے پتھر برسے۔ زمین کے پرخچے اڑ گئے دور کی بات تو الگ رہی۔ یہاں سے پچاس میل کے فاصلے پر کانگڑہ ہے۔ وہاں یہ نظارے دیکھنے میں آئے۔ پھر طوفان آگئے اور ایسے آئے کہ ہزاروں لاکھوں غرق ہو گئے۔ قحط پڑے اور ایسے پڑے کہ سننے میں ہی نہیں آئے بیماریاں پڑیں اور ایسی پڑیں کہ ان کے نام تک کسی نے پہلے نہیں سنے تھے۔ طاعون ہوئی۔ ہیضہ پھیلا۔ بخار آیا۔ مگر لوگوں نے کہا کہ طاعون آیا ہی کرتی ہے ہیضہ پھیلا ہی کرتا ہے۔ بخار ہوا ہی کرتے ہیں۔ انفلوئنزا پہلے بھی پھیل چکا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ ڈاکٹر بتلاتے ہیں کہ اس قسم کا انفلوئنزا جو ایسا زہریلا ہو کبھی نہیں آیا جیسا کہ گذشتہ ایام میں گزرا ہے۔

آندھیوں کی کثرت اور ایک نیا بخار

اب ایک نیا بخار پھیلا ہے جس کا نام قحط کا بخار رکھا گیا ہے۔ اس کی یہ کیفیت ہے۔ کہ ایک ہفتہ تک چڑھتا ہے پھر اتر جاتا ہے۔ ہفتہ بعد پھر چڑھتا ہے۔ اسی طرح کئی کئی دورے کرتا ہے۔ اس سے لوگ مر بھی جاتے ہیں اور بچ بھی رہتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں طاعون۔ انفلوئنزا اور بخار۔ ہیضے وغیرہ پہلے بھی پھیلتے تھے کیا ہوا اگر اب پھیل گئے۔ مگر ہم کہتے ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ پہلے بھی یہ امراض پڑتے تھے۔ مگر نہ تو موجودہ شکل میں پہلے پڑتے ہیں نہ تمام کے تمام ایک وقت اور ایک زمانہ میں آئے کوئی بتلا سکتا ہے کہ وہ کونسا زمانہ تھا جس میں یہ تمام آفتیں اور تمام ہلاکتیں جمع ہوئی تھیں؟ ہرگز نہیں۔ اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ چونکہ پہلے بھی بلائیں آیا کرتی تھیں۔ اس لئے اب بھی آئی ہیں۔ بلکہ یہ خدا کا عذاب ہے۔ جو لوگوں کی نافرمانیوں کی وجہ سے آیا ہے اسے اتفاقیہ اور عام طور پر آنے والی بلاؤں کی طرح نہیں کہا جا سکتا۔ کیونکہ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے۔

کہ فلاں سڑک پر ایک آدمی آئیگا۔ تو دوسرا کہہ سکتا ہے۔ کہ آدمی آیا ہی کرتے ہیں۔ کیا ہوا اگر آئیگا۔ مگر جب وہ یہ کہدے کہ ایک ایسا آدمی آئیگا۔ جس کا قد۔ اتنا ہوگا۔ رنگ و شکل ایسی ہوگی۔ ٹوپی ایسی۔ کوٹ و قمیص ایسا۔ پاجامہ ایسا ہوگا۔ چھڑی ایسی ہوگی۔ اس کے بوٹ ایسے ہونگے۔ تو اس کے متعلق نہیں کہا جاسکتا کہ ایسے آدمی آیا ہی کرتے ہیں۔ پس اگر اس زمانہ میں صرف ایک نشانی ہو تو کہدو کہ ایسا ہوتا آیا ہے۔ لیکن سب باتوں کا ایک زمانہ میں جمع ہونا ایسا ہے۔ کہ جس کی پہلے نظیر نہیں ملتی۔ پس ادھر یہ مجموعہ عذابوں کا ہے اور ادھر ان کے متعلق پیشگوئیاں موجود ہیں۔

پس یہ خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ میں نے کئی دفعہ بتایا ہے۔ کہ میرے ایک مضمون پر جو میں نے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر لکھ کر عام طور پر شائع کر دیا تھا۔ مجھے لکھا گیا تھا۔ کہ جب تک قسطنطنیہ کی حکومت تباہ نہ ہوے۔ اور مسلمانوں کی کوئی سلطنت باقی رہے۔ اس وقت تک مہدی نہیں آسکتا۔ اس تحریر کو آئے ابھی چند ہی دن ہوئے تھے۔ کہ ٹرکی لڑائی میں شامل ہوگیا۔ میں نے اسی وقت کہہ دیا تھا کہ مسلمانوں نے اپنی کرتوتوں۔ اپنی بداعمالیوں اپنی شرارتوں اور اپنی خباثتوں سے خدا تعالےٰ کا غضب بھڑکا دیا ہے۔ اور اب منشاء الٰہی یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس وقت تک مسلمانوں کی جو نام کی حکومت تھی وہ بھی نہ رہے۔ اور یہ اسلئے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی نافرمانیاں کرنے والوں کے تباہ ہونے کے کئی ایک نمونے اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھے کئی سلطنتوں کو خوار اور ذلیل ہوتے دیکھا۔ ان کے لئے بڑا موقعہ تھا۔ کہ ان سے عبرت حاصل کرتے۔ خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرتے۔ قرآن شریف کی طرف لوٹتے۔ بلکہ یہ اپنی بدکاریوں سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹے۔ بلکہ آگے بڑھتے گئے۔ سو خدا تعالیٰ کا فیصلہ صادر ہوگیا۔ اور اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ نام کی حکومت بھی دنیا سے اٹھ جائیگی۔

(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل ۱۲ر نومبر ۱۹۱۴ء)

اب دیکھ لو قسطنطنیہ بھی مفتوح ہوگیا۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کے مخالف آپ کو اکثر کہا کرتے تھے۔ کابل میں چلو تو پھر دیکھو۔ تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ اب ایسے سامان پیدا ہو رہے ہیں کہ عنقریب انشاء اللہ ہم کابل میں جائینگے۔ اور ان کو دکھا دینگے کہ جس کو وہ قتل کرانا چاہتے تھے۔ اس کے خدام خدا کے فضل سے صحیح سلامت رہینگے اور جس کے متعلق خیال کرتے تھے کہ اگر وہ کابل جائے تو اسکا دعوےٰ جھوٹا ثابت ہو جائیگا۔ اس کے متعلق ہم امید رکھتے ہیں کہ سمجھدار لوگ اس کی صداقت کا اعتراف کرینگے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک پیشگوئی۔

پھر وہ نادان جن کی سرشت میں بغاوت تھی۔ کہتے تھے۔ کہ امیر حبیب اللہ ہندوستان کو فتح کریگا۔ چنانچہ تھوڑا ہی عرصہ ہوا خفیہ خفیہ ایک فارسی نظم شائع کی گئی تھی جو حضرت نعمت اللہ صاحب کی طرف منسوب کی جاتی تھی۔ اس میں لکھا تھا۔ کہ امیر حبیب اللہ ہندوستان پر چڑھائی کرکے انگریزوں کو نکال دیگا۔ اسی وقت ہم نے گورنمنٹ کو اس نظم کی طرف توجہ دلائی تھی جو ضبط کر لی گئی ہے اب وہ لوگ جو اس نظم کو بطور پیشگوئی شائع کرتے تھے۔ بتائیں کہ امیر حبیب اللہ کہاں ہے۔ اس نے ہندوستان کو کیا فتح کرنا تھا وہ تو اپنے ہی کسی آدمی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

یہ پیشگوئی تو جھوٹی ثابت ہوئی۔ کیونکہ اس کا منبع خدا کا علم غیب نہ تھا۔ انہوں نے جو پیشگوئی شائع کی تھی۔ اس کا انجام دیکھ لیا۔ لیکن اس کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی بھی ایک پیشگوئی ہے۔ جو اس وقت تک نہایت ہی صفائی سے سچی ثابت ہو رہی ہے۔ اور اب پھر ہوگی۔ آپ نے جہاد کے خلاف فتویٰ شائع کرتے ہوئے فرمایا تھا۔ کہ

یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائیگا۔
وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائیگا

یہ ایک پیشگوئی ہے۔ جس نے اس وقت کئی بار اپنی صداقت ظاہر کی ہے۔ اور پھر ظاہر کرے گی۔

امیر حبیب اللہ خاں بیچارے کی طرف شریر اور مفسد لوگوں نے وہ بات منسوب کی جو اس کے وہم و خیال میں بھی نہ تھی۔ اس کے خواہ کتنے ہی جرم ہوں جنکے باعث وہ خدا کی نظر سے گر گیا۔ اور مغضوب ٹھہرا۔ مگر اس میں شک نہیں کہ اپنے ان عہدوں کو جو گورنمنٹ انگریزی کے ساتھ تھے۔ وفاداری سے نبھایا۔ پس اس کی طرف اس کے علم کے بغیر ایسی باتیں منسوب کی گئیں جنکا نتیجہ لوگوں کی بیوقوفی سے اس کے حق میں تباہ کن نکلا۔ کیونکہ جب خدا کے مقابلہ میں کسی کو کھڑا کیا جائے تو خدا اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ لوگ کہا کرتے ہیں (حضرت) مرزا صاحب کی پیشگوئیاں اٹکل پچو ہوتی ہیں۔ مگر وہ دیکھیں کہ انکی یہ پیشگوئیاں ان کی اپنی ہیں۔ وہ کہتے تھے کہ امیر حبیب اللہ انگریزوں کو قتل کریگا۔ اور ہندوستان سے نکال دیگا۔ مگر انگریز تو زندہ موجود ہیں۔ امیر حبیب اللہ کہاں گیا۔ وہ کہا کرتے تھے۔ یہ ہندوستان ہے۔ کابل میں چلو پھر دیکھنا۔ تم سے کیا ہوتا ہے۔ اب انشاء اللہ احمدی وہاں جائینگے۔ اور ہزاروں آدمی وہاں احمدی ہونگے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ نے کشف میں دیکھا تھا۔ کہ آپ کے باغ کی ایک بلند شاخ کاٹی گئی۔ اور وہ صاحبزادہ عبداللطیف شہید مرحوم تھے۔ وہ شاخ دوبارہ زمین میں گاڑی گئی۔ اب اس سے ہزاروں شاخیں پیدا ہونگی۔

پس خدا تعالیٰ اپنی قدرت کے نظارے دکھا رہا ہے۔ اور نشان پہ نشان ظاہر ہو رہے ہیں لیکن لوگ اندھے ہوتے جاتے ہیں خدا ایک کے بعد دوسرا نشان ظاہر کرتا ہے وہ انکار پر جمے ہوئے ہیں۔ امرتسر کے ایک مولوی نے کہا تھا۔ کہ ہندوستان میں کہاں زلزلہ آیا۔ مگر زلزلہ اس کے گھر کے پاس بھی آگیا اب خدا عبداللطیف کے بدلے میں مسیح موعودؑ کی جماعت میں ہزاروں عبداللطیف پیدا کریگا۔

کفر کا بدلہ عقبےٰ میں اور ظلم کا دنیا میں ملا کرتا ہے

نادان کہتے ہیں کہ انگریز کافر

ہیں۔ اس لئے ان کو فتح کیسی۔ حالانکہ کافر کے لئے جو بدلہ ہے وہ عقبےٰ میں ہے مگر ظالم کو یہیں بدلہ ملتا ہے۔ پس انگریز ظالم نہیں ہیں۔ ان کے ذریعہ دنیا میں امن قائم ہے اور دنیا کو عام فائدہ پہنچ رہا ہے اور خدا کہتا ہے۔ واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ کہ جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اسی زمین میں قائم رکھا جاتا ہے۔ پس چونکہ انگریز امن قائم رکھتے ہیں۔ اس لئے یہ قائم رہینگے۔ یہی وجہ ہے کہ خطرناک سے خطرناک دشمن ان کے مقابلہ کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر شکست کھاتے ہیں۔ تو چونکہ یہ زمین میں امن قائم رکھنے کے خواہاں ہیں۔ اس لئے خدا ان کی حکومت کو قائم رکھتا ہے۔ اور جب تک ان میں یہ صفت رہیگی۔ اس وقت تک قائم رکھیگا۔

اس جنگ میں ہماری جماعت کا فرض

آج چونکہ خدا ہماری جماعت کی قہری نشانوں سے مدد فرما رہا ہے۔ اس لئے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ ان نشانوں سے فایدہ اٹھائے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بار ہا فرمایا ہے۔ کہ خدا جس بات کے ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اس کے لئے اگر انسان کوشش کریں۔ تو وہ خدا کے منشاء کے خلاف نہیں ہوتی۔ اس وقت جو کابل نے گورنمنٹ انگریزی سے نادانی سے جنگ شروع کر دی ہے۔ احمدیوں کا فرض ہے۔ کہ گورنمنٹ کی خدمت کریں۔ کیونکہ گورنمنٹ کی اطاعت ہمارا فرض ہے۔ لیکن افغانستان کی جنگ احمدیوں کے لئے ایک نئی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ کابل وہ زمین ہے جہاں ہمارے نہایت ہی قیمتی وجود مارے گئے۔ اور ظلم سے مارے گئے۔ اور بے سبب اور بلا وجہ مارے گئے۔ پس کابل وہ جگہ ہے۔ جہاں احمدیت کی تبلیغ منع ہے اور اس پر نعمت کے دروازے بند ہیں۔ اس لئے صداقت کے قیام کے لئے گورنمنٹ کی فوج میں شامل ہو کر ان ظالمانہ روکوں کو دور کرنے کے لئے گورنمنٹ کی مدد کرنا احمدیوں کا مذہبی فرض ہے۔ پس کوشش کرو۔ تا تمہارے ذریعہ وہ شاخیں پیدا ہوں۔ جن کی حضرت مسیح موعودؑ نے اطلاع دی ہے۔ وہ وقت اب آتا ہے۔ کہ اس ملک میں حضرت صاحبزادہ عبد اللطیف شہید کے قائم کئے ہوئے پودے کو مضبوط کیا جائے۔ اور اس کی آبیاری کی جائے۔ ہمیں کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ وہ ملک ظلمت سے نکل کر نور میں آئے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن دکھائے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نشانات پورے ہوں اور ہم صداقت کو پھیلا ہوا دیکھیں۔ آمین ٭

عزت افزائی اور قدردانی

پچھلے دنوں کی شورش میں جماعت احمدیہ نے گورنمنٹ کے متعلق جس وفاداری اور امن پسندی کا ثبوت دیا۔ وہ کسی صلہ یا انعام حاصل کرنیکی غرض سے نہیں تھا۔ بلکہ اپنا مذہبی فرض سمجھ کر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور موجودہ امام جماعت احمدیہ کی تعلیم کے مطابق دیا تھا لیکن خوشی کی بات ہے کہ گورنمنٹ پنجاب کے خاص اعلان کے علاوہ اور کئی مقامات کے ذمہ وار افسروں نے بھی جماعت احمدیہ کے افراد کے رویہ پر نہایت مسرت کا اظہار کیا اور اپنی خوشنودی کے سرٹیفکیٹ عطا کئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے مکرم جناب حافظ سید عبد المجید اور ان کے برادران سید عبد الوحید و سید عبد الحمید صاحبان کی دکان ایم۔ ایم۔ کریم بخش اینڈ سنز کے نام سے جو کلہڑی بازار منصوری میں ہے۔ اس کے متعلق جناب اسسٹنٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر چھاؤنی لنڈھور نے حسب ذیل خاص اعلان فرمایا ہے:

نقل حکم

مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۱۹ء

"چھاؤنی لنڈھور کے لئے جن اشیاء کی ضرورت ہو۔ اور وہ دکان مذکور سے مل سکیں وہ سب کی سب ایم۔ ایم۔ کریم بخش اینڈ سنز کلہڑی بازار کی دکان سے خریدی جاویں۔ کسی دوسری دکان سے نہیں۔

یہ حکم دو وجوہات سے دیا جاتا ہے۔ اول وجہ یہ ہے گزشتہ کئی سال سے میں دیکھ رہا ہوں کہ مذکورہ بالا دکان نہایت اعلیٰ قسم کی چیزیں رکھتی ہے۔ کاروبار مفید اور معز ز طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ اور مالکان دکان و نیز ان کے نوکر عوام کے ساتھ توجہ اور ملنساری سے پیش آتے ہیں۔

دوئم وجہ یہ ہے:۔

جب کہ بہت سے بیوقوف دکانداروں نے بدطینت اشخاص کی جھوٹی باتوں میں آکر اپنی دکانیں بند کر لیں۔ اور امن و آرام عوام میں مخل ہوئے مذکورہ بالا دکان کے مالکان نے ملک معظم کی وفاداری اور عوام کی آسایش میں نیک نیتی کا اس موقعہ پر اظہار کیا۔

انہوں نے کھلے طور پر اپنے بزرگوں اور ملک معظم کی ساری نیک رعایا کے روایات کے مطابق جھوٹی باتوں پر توجہ دینے سے انکار کر دیا اپنی دکان عوام کے لئے کھلی رکھی۔

اور یہ حکم بھی دیا جاتا ہے۔

کہ جب کبھی ایم ایم۔ کریم بخش موصوف اپنی جانب سے کسی قسم کی درخواست کرنا چاہینگے تو ان کو کرسی دیجاویگی۔ اور اپنی درخواست پیش کرنے کے لئے وہ فوراً صاحب بہادر کے روبرو بلائے جاوینگے۔

اور یہ بھی اقرار کیا جاتا ہے کہ انکی جو درخواست سرکاری احکام و قانون اور عوام کی بھلائی کے مطابق ہوگی جہانتک کنٹونمنٹ مجسٹریٹ صاحب بہادر کے اختیار میں ہوگا منظور کر لی جاویگی۔

لہذا حکم ہوتا ہے کہ اس حکم کی ایک نقل انگریزی اور اردو میں ایم ایم۔ کریم بخش موصوف کے پاس بھیجی جاوے اور اس حکم کا اندراج لنڈھور چھاؤنی کی مستقل آرڈر بک میں کیا جاوے۔"

ہم جناب کنٹونمنٹ صاحب بہادر کا اپنے معزز بھائیوں کی اس قدردانی اور عزت افزائی کے متعلق خاص طور پر شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور حافظ صاحبان کو مبارکباد دیتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ اپنے انعامات انہیں عطا فرمائے۔

چندہ شفاخانہ کے لئے اپیل

صدر انجمن احمدیہ نے دارالعلوم کی پرفضاء زمین میں ایک وسیع عمارت ہسپتال کی تعمیر کی ہے۔ جس میں علاوہ علاج ومعالجہ کے کمروں کے ادنیٰ ملازمین کے کوارٹر۔ کنواں اور باغیچہ بھی ہیں۔ یہ عمارت گزشتہ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے احباب نے دیکھی ہوگی اب یکم اپریل ۱۹۱۹ء سے اس عمارت کا باقاعدہ افتتاح ہوگیا ہے۔ اور گرد و پیش سے مریض آنے شروع ہوگئے ہیں۔ اس وقت صدر انجمن احمدیہ نے ایک سب اسسٹنٹ سرجن ایک سینئر تجربہ کار کمپاؤنڈر اور دو دیگر کمپاؤنڈر اور چار اور نے ملازمین کا تقرر کیا ہے۔ اس تمام عملہ کی تنخواہوں کا خرچ سالانہ دو ہزار روپیہ ہے۔ ادویہ۔ اوزار اور سامان کا خرچ اس کے علاوہ ہے۔ جس کی سالانہ میزان تین ہزار روپیہ ہے۔ اس حساب سے کل خرچ شفاخانہ کا پانچ ہزار روپیہ سالانہ بنتا ہے۔ اس خرچ کو پورا کرنے کے لئے صدر انجمن احمدیہ نے مندرجہ ذیل ذرائع آمد کے تجویز کئے ہیں:۔

(۱) مدرسہ احمدیہ و مدرسہ تعلیم الاسلام کے بورڈران کے علاج کی فیس۔

(۲) مہمانوں اور باہر سے آکر علاج کرنے والوں کے علاج کا معاوضہ از صیغہ لنگرخانہ۔

(۳) ملازمین صدر انجمن احمدیہ کی تنخواہوں سے ان کے علاج کے معاوضہ کا وضع ہونا۔

(۴) سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اطباء و ڈاکٹروں سے امداد۔

(۵) سرکاری امداد۔

(۶) ذی وسعت اصحاب سے ادویہ کی قیمت۔

(۷) سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختلف احباب سے متفرق چندہ

ان مذکورہ بالا ذرائع سے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارا خرچ چل سکتا ہے۔ سرکاری امداد کے متعلق ہمیں گورداسپور کے سول سرجن صاحب نے بہت امید دلائی ہے کہ وہ گورنمنٹ کے حضور بہت زور سے سفارش فرما دیں گے۔ مختلف احباب سے چندہ کے متعلق میں نے ابھی ابتدائی کوشش شروع کی ہے۔ اور اس وقت چونکہ مریضوں کے لئے بستر اور چارپائیاں ضروری ہیں۔ اس لئے بعض ذی وسعت احباب کو توجہ دلائی تھی۔ چنانچہ مندرجہ ذیل نقشہ کے مطابق امداد دی گئی۔

نام	ایک بستر کی قیمت
(۱) میاں ابراہیم صاحب تاجر چرم لاہور۔	ایک بستر کی قیمت ۲۵ روپے
(۲) میاں شمس الدین صاحب تاجر چرم لاہور	" "
(۳) میاں عبدالقادر صاحب اینڈ برادرز تاجران چرم لاہور	" "
(۴) سید عبدالمجید صاحب اینڈ برادرز تاجران منصوری۔	" "
(۵) ملک مولا بخش صاحب آنریری مجسٹریٹ گوراں ضلع گجرات	" "
(۶) سیٹھ حسن صاحب یادگیر دکن	" "
(۷) شیخ فضل کریم صاحب مہتمم خزانہ عامرہ۔ دکن۔	" "
(۸) سیٹھ عبداللہ بھائی الہ دین صاحب تاجر سکندرآباد۔ دکن۔	" "
(۹) مولوی غلام اکبر خان صاحب جج ہائیکورٹ حیدرآباد دکن۔	" "
(۱۰) سیٹھ محمد غوث صاحب تاجر حیدرآباد دکن۔	" "
(۱۱) شیخ عبدالرشید صاحب تاجر بٹالہ ضلع گورداسپور	" ۱۰ روپے
(۱۲) میر اکبر علی صاحب وکیل فیروزپور۔	" ۲۵ روپے
میزان کل	۲۸۵ روپے

مذکورہ بالا عطایا کے علاوہ ملک مبارک علی صاحب اور مستری موسیٰ صاحب تاجران لاہور نے پچیس پچیس روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اسی طرح متفرق امداد کا ایک عمدہ نمونہ لاہور کی احمدیہ جماعت نے دکھایا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہمیں سرکاری امداد لینے کے لئے سرکاری رجسٹر انگریزی میں طبع کروانے پڑے۔ چونکہ یہ رجسٹر لاہور کے کسی مطبع میں طبع ہوئے تھے۔ اس لئے لاہور کی جماعت نے مطبع والوں کا بل ادا کیا۔ ان رجسٹروں کے طبع پر پچاس روپیہ خرچ آئے ہیں۔ میں مذکورہ بالا اصحاب اور لاہور کی جماعت خصوصاً حکیم محمد حسین صاحب قریشی کا مشکور ہوں۔ اسی طرح قادیان میں جناب نواب محمد علی خان صاحب نے پانچ پلنگ انگریزی وضع کے لوہے کی تاروں کے مریضوں کے لئے مرحمت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

ڈاکٹروں اور اطباء کا تو فن ہی چونکہ ہسپتال سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے صدر انجمن احمدیہ نے تجویز کیا ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ڈاکٹروں اور اطباء سے خصوصیت سے امداد لی جاوے۔ خواہ وہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کی آمد انجمن کو دیں اور خواہ ماہوار کوئی حسب حیثیت رقم معین فرما دیں۔ میں نے انجمن کی اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک مطبوعہ چٹھی ڈاکٹروں۔ کمپاؤنڈروں۔ ڈریسروں اور تمام علم الابدان سے تعلق رکھنے والوں کے نام بھیجی ہے۔ کہ وہ ماہوار کوئی رقم معین کر کے بھیجا کریں۔ چنانچہ ابھی تک مندرجہ ذیل اصحاب نے ماہواری چندوں کی تعیین کی ہے:۔

نام	رقم
(۱) ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب امرتسر	یک روپیہ ماہوار
(۲) ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب پانی پت	" "
(۳) ڈاکٹر عبدالستار شاہ صاحب رعیہ	دو روپیہ "
(۴) ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب حصار	ایک روپیہ "
(۵) ڈاکٹر مطلوب خان صاحب	دو روپیہ "
(۶) ڈاکٹر لعل محمد صاحب	"
(۷) حکیم عبدالجلیل خان صاحب شاہجہانپوری	تین روپیہ سالانہ
(۸) حکیم مولوی عمرالدین صاحب صریح ضلع جالندھر	پانچ روپیہ "
(۹) شیخ نیاز محمد صاحب کمپاؤنڈر پاکپتن	ماہوار
(۱۰) حکیم محمد صالح صاحب سانگلہ	ہر ماہ کی پہلی تاریخ کی تمام آمد

مذکورہ بالا اصحاب کے علاوہ علم الابدان سے تعلق رکھنے والوں کے جواب کا انتظار ہے۔ گو مندرجہ بالا امداد و شمار سے اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمیں آمد شروع ہو گئی ہے۔ لیکن اصل آمد جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ وہ ابھی پوری طرح نہیں ہوئی۔ ابھی ہمیں امداد کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے میں تمام احباب کی خدمت میں بڑے زور سے عرض کرتا ہوں۔ کہ وہ ہمیں فوری امداد دیں۔ ہمیں اس وقت ذیل ضروری خرچ ہیں:۔

(۱) عمارت کی تکمیل اور ڈاکٹروں کے کوارٹر۔

(۲) ضروری سامان۔ مثلاً چارپائیاں۔ بستر طعام دار میزیں۔ مریضوں کے استعمال کے برتن۔

(۳) ادویہ۔ اوزار۔ ڈاکٹری کتب۔

ان ہر سہ مدوں کے لئے جو صاحب کوئی رقم بھیجیں وہ محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ کے نام بھیجیں۔ میں ذیل میں ان اشیاء کی ایک مفصل فہرست دیتا ہوں جو ہمیں درکار ہیں تاکہ کوئی دردمند اپنے دکھی بھائی کی تکلیف دنیا میں دور کر کے آخرت کے دکھوں سے نجات پا جاوے۔

(۱) چارپائیاں	۱۲ عدد	فی چارپائی	چھ روپیہ
(۲) گدیلا	۱۲ "	" گدیلا	سات "
(۳) دریاں	۱۲ "	" دری	ساڑھے چار "
(۴) چادریں	۲۴ "	" چادر	ساڑھے تین "
(۵) کمبل	۲۴ "	" کمبل	ساڑھے گیارہ "
(۶) طعام دار میز	۱۲ "	" میز	چھ "
(۷) تکیہ	۱۲ "	" تکیہ	ڈیڑھ "
(۸) گلاس	۱۲ "	" گلاس	۱۰/
(۹) رکابیاں	۱۲ "	" رکابی	۱۰/
(۱۰) لوٹے	۱۲ "	" لوٹا	دو روپیہ
(۱۱) پیالیاں	۱۲ "	" پیالی	۸/
(۱۲) دیگر برتن	۲۴ "	" برتن	۶/
(۱۳) حمام پانی رکھنے کے	۴ "	حمام	دس روپیہ

مندرجہ بالا چیزوں کی ہمیں سخت ضرورت ہے۔ مریض آ رہے ہیں۔ مگر ان چیزوں کے نہ ہونے سے بہت دقت پڑتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ احباب اس طرف توجہ کریں گے۔ اور اپنی طاقت کے مطابق کم سے کم ایک ایک چیز کی قیمت دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ میں بھیج دینگے۔ یہ صدقہ جاریہ ہے۔ مثلاً ایک شخص نے ایک چارپائی کی قیمت مرحمت فرمائی۔ اور اس سے ہم نے چارپائی بنوائی۔ اب اس چارپائی پر سینکڑوں مریض باری باری آوینگے اور ہر مریض کی دفعہ رقم دینے والے کو نیا ثواب ہوگا۔ اور مریض اگر دعائیں دیں تو یہ مزید نفع۔ اسی طرح جس نے کمبل کی قیمت دی۔ اور کسی مریض نے دسمبر یا جنوری کی سردی میں اسے اوڑھا۔ اور مہلک سردی سے آرام پایا۔ اس کا تو روآں روآں دعا دے گا۔ اسی طرح جو شخص پانی پینے کا حمام بنوائیگا۔ اس سے جو شخص پانی لیگا۔ اس کو ہر قطرہ پر ثواب ہی ثواب ہے۔ قس علیٰ ھذا۔

یہی حال تمام دیگر چیزوں کا ہے۔ پس احباب ضرور توجہ فرماویں۔ اور وہ حسب حیثیت دو دو تین تین ورنہ ایک۔ ایک چیز کی قیمت مرحمت فرماویں۔ اور محاسب صاحب کو منی آرڈر کے کوپن پر تصریح سے لکھدیں کہ یہ رقم صیغہ شفاخانہ کی امداد کے لئے فلاں چیز کی قیمت ہے مثلاً چارپائی کی ہے یا ۔ ایک تکیہ کی یعنی جس چیز کی ہو اس کا نام لکھا جاوے۔

امید ہے کہ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان یہ مضمون اپنی اپنی جماعتوں میں اچھی طرح سنا دینگے۔ اور جلدی ہی مجھے یقین ہے کہ ان ساری اشیاء کی قیمت موصول ہو جاوے گی اور ہم یہ چیزیں بنوا سکیں گے یہ تمام رقوم محاسب کے نام بھیجی جاویں۔ ہاں بھیجنے والے صاحب مجھے ایک کارڈ تحریر فرماویں۔ کہ انہوں نے شفاخانہ میں فلاں چیز کی قیمت کے اتنے روپیہ صدر انجمن احمدیہ کے محاسب کے نام فلاں تاریخ بھیج دئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ احباب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اس رفاہ عام کام کی طرف ایسی توجہ فرماوینگے۔ کہ مجھے پھر کسی یاد دہانی کی ضرورت نہ رہیگی۔ لیکن اتنا یاد رہے۔ کہ اس چندہ سے دوسرے چندہ پر کوئی اثر نہ پڑے۔ یہ نہ ہو کہ ہسپتال کی امداد کر کے آپ اور چندوں سے بے پرواہ ہو جاویں۔ بلکہ اور چندوں کو بدستور سابق دیتے ہوئے پھر ایثار سے کام لیں۔ اور غریب مریضوں کی خدمت کر کے ان کی دعائیں لیں۔ والسلام

سید محمد اسحاق

افسر شفاخانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان

اظہار ہمدردی کا اعتراف

گورنمنٹ پنجاب کے سرکاری اخبار حق میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ایک مراسلت بنام حضور لفٹنٹ گورنر اور اس کے جواب کے متعلق مندرجہ ذیل سطور شایع ہوئی ہیں:۔

"مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح سلسلہ احمدیہ قادیان نے اپنی ۔ ا مئی کی مراسلت میں حضور لفٹنٹ گورنر کی خدمت میں افغانستان کی احسان فراموشی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور گورنمنٹ کو یقین دلایا ہے کہ وہ خود اور انکے پیرو سلطنت برطانیہ کی وفاداری میں ثابت قدم ہیں اور صدق دل سے اس مہم میں سرکار کی مدد کرنے کو تیار ہیں۔ صرف اس خیال سے کہ ہر وفادار رعایا کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی ضرورت کے وقت اعانت کرے بلکہ اس لئے بھی کہ افغانستان میں مذہبی آزادی بالکل نہیں۔ چند ہی سال ہوئے ہیں کہ دو احمدی مولوی کابل میں بیرحمی کے ساتھ قتل کر دئے گئے تھے افغانستان کی سرزمین میں ہونی ضروری ہے اور برطانوی حکومت جہاں کہیں بھی گئی ہے وہاں کے باشندوں کو ہر طرح کی قیود سے آزادی دلاتی رہی ہے غالباً امان اللہ کی اس حرکت میں بھی خدا تعالیٰ کو کابل کے باشندوں کے لئے کچھ بہتری منظور ہے۔ اللہ تعالیٰ سرکار کا حامی و مددگار ہو۔

حضور لفٹنٹ گورنر کے پرائیوٹ سکرٹری نے جو ہمیں لکھا ہے کہ حضور انور جانتے ہیں کہ گورنمنٹ جس کا پہلا اصول مذہبی آزادی اور مساوات ہے ضرورت کے وقت آپکی اور آپ کے سلسلہ کی امداد پر بھروسہ کر سکتی ہے" +